بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

النبأ العظیم

(۲۳)

ایک اعلیٰ سماج میں پیشوں اور مشاغلِ زندگی کے باعث مختلف طبقات اور گروہ ہوتے ہیں اس اختلاف کے باوجود وہ سب، اخلاق اور معاشرتی آداب و رسوم میں یکساں ہوتے ہیں اسی کو کلچر یا تہذیب کہا جاتا ہے اور انہیں قدروں کی روشنی میں کہا جاتا ہے کہ یہ قوم تہذیب و تمدن میں کس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے جو قوم سماجی اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی اور ترقی یافتہ ہوتی ہے اس کے افراد کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے لباس اٹھنے لانے اور رہن سہن وغیرہ میں بہت معمولی اور ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھتے ہیں تاکہ کہیں کسی موقع پر ناشائستگی اور بے تمیزی کا اظہار نہ ہو۔ یہ خیال اور یہ دھیان ہی درحقیقت اس بات کا معیار ہے کہ فلاں شخص شائستہ اور مہذب ہے یا ناشائستہ اور غیر مہذب، یہی وجہ ہے کہ چونکہ اسلام ایک دینِ فطرت اور کامل ضابطۂ حیات ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی تعلیمات کی اساس پر مسلمان ایک اعلیٰ درجہ کی شائستہ اور مہذب قوم بنیں اس بنا پر اسلام کی تعلیمات نہایت جامع اور ہمہ گیر ہیں اور ان میں کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ۔ ۔ ۔ ۔ ، شادی بیاہ بات چیت باہمی روابط و علائق، شادی اور غم، ولادت و وفات، یہاں تک کہ بول و براز تک سے متعلق اس درجہ مفصل اور مبسوط تعلیمات اور ہدایات ہیں کہ غیر مسلم انہیں دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں اور بعض لوگ یہ سوچنے لگتے ہیں کہ ایک مذہب کا اس قسم کے جزئی اور شخصی اعمال و افعال سے کیا تعلق ہو سکتا ہے لیکن درحقیقت اس دقیقہ رسی اور موشگافی کا اصل راز یہی ہے کہ اسلام صرف عقائد اور عبادات کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک اعلیٰ تہذیب اور اونچے درجہ اور مرتبہ کی شائستگی بھی ہے اسلام یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ جتنے لوگ اس کے دامن سے وابستہ ہیں وہ سب اس کی اخلاقی، روحانی اور معاشرتی اقدار پر عمل پیرا ہوتے ہیں یکساں ہوں شکل و صورت، زبان اور لباس، مکانات کے نقشے

اور ڈیزائن۔ مکانات کا فرنیچر، مطعومات و مشروبات ملکی اور وطنی اثرات کے ماتحت مختلف ہو سکتے ہیں اور ان چیزوں میں اسلام کی طرف سے کوئی قدغن نہیں ہے اور اس ایسے عالمگیر اور بین الاقوامی مذہب سے اس کی توقع بھی نہیں ہو سکتی لیکن ان چیزوں سے متعلق اسلام کی بنیادی تعلیمات میں ان کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اور بس یہی مطلب ہے تہذیبی یکسانیت کا! مثلاً لباس کی تراش خراش ملک کے رواج اور اس کی آب و ہوا کے اعتبار سے خواہ کچھ ہو لیکن بہرحال وہ صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ اس میں تکبر اور غرور کا شائبہ نہیں ہونا چاہیے۔ لباس کا جو مقصد ہے یعنی ستر، اس کی رعایت ضروری ہے۔ اس کا مقصد اگر دکھاوا۔ اپنی امارت اور دولت کی نمائش اور دوسرے کم حیثیت لوگوں پر اپنی برتری اور فوقیت کا اظہار ہو یا وہ لباس اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنے کا نتیجہ ہو۔ یا اس سے غرض کسی کی نقالی ہو تو یہ سب صورتیں اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہیں اور ایک مسلمان سے ہرگز یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اس کا ارتکاب کرے گا۔ اسی طرح مردوں کے لیے عورتوں کا اور عورتوں کے لیے مردوں کا لباس پہننا شرعاً ناپسندیدہ اور مذموم ہے[1]۔ صفائی ستھرائی کا اہتمام اس درجہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اتنے میں آپ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے اور پراگندہ مو تھا۔ حضور نے فوراً خطبہ روک کر اس شخص کو اس کی اس ہیئت پر ٹوکا اور اصلاح کا حکم فرمایا۔ قرآن مجید میں وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور "اللہ نے آپ پر جو نعمت نازل کی ہے آپ اس کا مظاہرہ کیجیئے" کا جو ارشاد ہے اس کے مفہوم میں اس قسم کی چیزیں بھی شامل ہیں۔ عربی میں ایک لفظ ہے "تجمل" اس کے معنی بناؤ اور آراستگی ہیں۔ یہ تجمل جسم اور اس کے اعضا میں بھی ہوتا ہے اور لباس وغیرہ میں بھی جسم اور اعضا میں اس کی صورت مثلاً یہ ہے کہ سر پر بال اور چہرہ پر ڈاڑھی ہے تو اس کو تیل کنگھی سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں پراگندگی اور بے ڈھنگا پن نہیں ہونا چاہیے۔ ناخن بڑھے ہوئے نہ ہوں لبوں کے بال ترشے ہوئے ہوں آنکھوں میں چیپڑ نہ ہو۔ ناک رستی ہوئی نظر نہ آئے۔ بغل کے بال منڈے ہوئے ہوں۔ منھ سے بدبو

---

[1] اس سلسلہ میں خاص عورتوں کے لیے جو آداب و احکام ہیں ان کا ذکر ایک گذشتہ قسط میں آچکا ہے اس لیے یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

نہ آئے، دانتوں پر میل نہ جما ہو۔

اسلام میں یہ عمل پسندیدہ اور محبوب ہے۔ یہاں تک کہ بعض مواقع پر واجب ہے اور بعض مواقع پر مستحب! ہر مسلمان جانتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کرنا کس درجہ پسندیدہ تھا قریب تھا کہ اس کو واجب کر دیا جائے لیکن امت کی سہولت کے باعث ایسا نہیں کیا گیا۔ پھر یہ بھی معلوم ہے کہ حضور کو خوشبو کس درجہ مرغوب تھی۔ اس وقت نام یاد نہیں آتا کسی انگریزی کتاب میں ایک یورپین مصنف نے لکھا ہے اور بجا لکھا ہے: دنیا کی تاریخ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا نفیس المزاج اور لطیف الطبع کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ ان کی ایک ایک ادا۔ ایک ایک فعل حسن و لطافت کے سانچہ میں ڈھلا ہوتا اور اعتدال و توازن کا اعلیٰ نمونہ ہوتا تھا۔

بلغ العلی بکمالہ　　　کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ　　　صلوا علیہ و آلہ

اسی طرح حلال و حرام کا فرق ملحوظ رکھ کر مسلمانوں کے ماکولات و مشروبات کیسے ہی مختلف ہوں لیکن بہر حال اس سلسلہ میں بھی اسلام نے جن آداب و احکام کی تلقین کی ہے وہ اسلامی کلچر کے نمائندہ ہیں اور ہر مسلمان کے لیے ان کی رعایت اسلام کا تقاضا ہے مثلاً کھانا اس طرح کھایا جائے کہ کھانے کی بے حرمتی نہ ہو۔ اس کی طرف سے بے توجہی اور بے رغبتی کا اظہار نہ ہو۔ کھانا جلد بازی کے ساتھ نہیں اطمینان سے اور نوالوں کو چبا کر کھانا چاہیے۔ کھانا ہاتھ دھو کر، کلی کر کے اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا جائے اور کھانے کے ختم پر اس وقت کی جو مشہور دعا ہے۔ یعنی الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وہ پڑھی جائے۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھایا جائے۔ اناپ شناپ اور ندیدہ پن کے ساتھ نہیں بلکہ سکون کے ساتھ اور کچھ بھوک رکھ کر کھایا جائے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "کافر سات معدوں (امعاء) میں کھانا کھاتا ہے اور مومن تین میں! یہ اسی طرف اشارہ ہے۔ ایک حدیث، عام طور پر مشہور رہے۔ طعام شب اور نماز عشاء کے وقت دونوں جمع ہو جائیں تو پہلے کھانا کھالو نیز اس سلسلہ میں ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ایک بھانجہ کو اس حکم کی رعایت ملحوظ نہ رکھنے پر جو سرزنش فرمائی۔ اہل علم اس سے بھی ناواقف نہیں ہیں۔

درحقیقت اس کا منشا بھی یہی ہے کہ کھانے میں جلد بازی اور عجلت پسندی سے کام نہ لو بلکہ اس کو اللہ کی نعمت سمجھ کر اس کے احترام اور توجہ سے کھاؤ۔ کھانا فرش پر ہو یا میز کرسی پر۔ ہاتھ سے کھایا جائے یا چمچہ اور چھری کانٹے سے۔ سب مل جل کر ایک طباقچہ میں کھائیں۔ یا الگ الگ اپنی پلیٹ میں۔ اس بارہ میں اسلام کی کوئی خاص تعلیم نہیں ہے۔ ان چیزوں کا تعلق ملک کے عام رسم و رواج اور تمدن کی ترقی سے ہے۔ مجھے ہندوستان میں اور اس سے باہر اکثر چھری کانٹے سے سابقہ پڑتا ہے لیکن میں ایسے مواقع پر یہ کرتا ہوں کہ جس چیز کو کھانا ہے پہلے چھری سے اس کے ٹکڑے کر کے پلیٹ میں رکھ لیتا ہوں اور پھر داہنے ہاتھ میں کانٹا لے کر چھری کی مدد سے کھاتا ہوں۔ یورپ جا کر معلوم ہوا کہ اس طرح کھانے میں میں ہی منفرد نہیں ہوں۔ بلکہ یورپ، کناڈا اور امریکہ کے بہت سے لوگ بھی اسی طرح کھاتے ہیں۔ آج کل کھڑے کھڑے کھانے کا جسے بوفے کہتے ہیں رواج عام ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن اسلامی آدابِ طعام کی رو سے یہ قطعاً نامناسب اور ناشائستہ طریقہ ہے۔ میں ایسے مواقع پلیٹ میں کھانے کی چیز لے کر جہاں کہیں موقع ملتا ہے بیٹھ جاتا ہوں اور اس کی پروا نہیں کرتا کہ دوسرے کھڑے ہوئے ہیں۔ مغربی ممالک میں کھانے سے فراغت کے بعد ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کا بالکل رواج نہیں ہے۔ یہ چیز بھی اسلامی کلچر کے خلاف ہے۔ یورپ میں لوگوں کو عام طور پر پائریا کی شکایت ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کھانے کے بعد کلی کر کے منہ صاف

کھانے کی طرح پینے کے بھی آداب ہیں۔ مثلاً مشروب کھڑے کھڑے نہیں بلکہ بیٹھ کر پینا چاہیے۔ ایک سانس میں نہیں بلکہ ٹھہر ٹھہر کر۔ اور بائیں ہاتھ سے نہیں داہنے ہاتھ سے پینا چاہیے جو مشروب زیادہ گرم ہو اس کو مناسب حد تک ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا چاہیے۔ پینا آہستہ آہستہ ہو۔ غٹرغٹ کی آواز پیدا نہ ہو۔ اس کے علاوہ ہر فعل اور ہر کام اور ہر حالت میں تبدیلی پیدا ہونے کے وقت کی جو دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہیں یہاں تک کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے اور اس سے باہر نکلنے کی بھی۔ چھینک آنے کے وقت کی اور اس دعا کو سننے والے کے لئے بھی۔ یہ سب اسلامی تہذیب کی نشانیاں اور اس کے اجزاء ہیں۔

علیٰ ہذا مکانات کے ڈیزائن اور اسکے نقشے مختلف ہوسکتے ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں بھی کچھ اسلامی آداب و رسوم ہیں جو اسلامی تہذیب کی علامات ہیں۔ مثلاً یہ کہ مکان صاف ستھرا اور کشادہ ہو جس میں ہوا اور روشنی کا گذر خاطر خواہ طور پر ہو سکے۔ قدیم ہندو طرز کے مکانوں کی طرح تنگ اور تاریک نہ ہوں ان میں انفرادیت یعنی پردہ اور پرائیویسی (PRIVACY) کا خاص اہتمام ہو۔ راجستھان اور مہاراشٹر وغیرہ میں یہ دیکھ کر افسوس اور صدمہ ہوا کہ وہاں مسلمانوں کے مکانات عام طور پر ایسے ہیں کہ جیسے لوگ ایک دوسرے کے سامنے اپنی اپنی دوکانیں لیے بیٹھے ہیں۔ ایک شخص جو مکان کے سامنے گذر رہا ہے وہ بہ آسانی دیکھ سکتا ہے کہ اہل مکان جن میں عورت اور مرد سب شامل ہیں وہ کیا کر رہے ہیں۔ کلکتہ اور بمبئی وغیرہ میں جو فلیٹ سسٹم ہے اس میں بھی یہی قباحت ہے اور جو آج کل نئے نئے مغربی ڈیزائن کی کوٹھیاں اور بنگلے بن رہے ہیں یہ بھی پرائیویسی سے محروم ہیں اور اس لیے اسلامی تہذیب ان کو قبول نہیں کر سکتی علاوہ ازیں ایک مسلمان کے لیے اس کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ مکان کا بیت الخلاء اس طرح کا ہے کہ اس میں استقبال و استدبار قبلہ نہ ہو۔ پھر مکان کی ہیئت فراعنہ و جبابرۂ عالم کے مکانوں کی سی نہیں ہونی چاہیے۔ اسی طرح مکانوں کو عریاں آرٹ کے نمونوں سے یا تصویروں سے مزین کرنا قطعاً اسلامی تہذیب و آداب معاشرت کے خلاف ہے۔ بعض اسلامی ممالک میں یہ دیکھ کر سخت صدمہ ہوا کہ بعض مشائخ اور ثقہ حضرات کے عالی شان مکانوں میں جگہ جگہ برہنہ عورتوں کے اسٹیچو لگے ہوئے تھے۔ یہ وہی فرزندان توحید ہیں جو موسم بہار میں اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ سمندر کے کنارے ریت میں نیم برہنہ لباس میں غسل آفتابی (SUN BATH) لیتے ہیں اور جب ایک صاحب سے جو مجھ سے بہت بے تکلف تھے اور جن کے ہاتھ میں ہر وقت تسبیح گھومتی رہتی تھی۔ میں نے اعتراض کے لہجہ میں اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے برجستہ جواب دیا "کیوں اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ یہ تو آرٹ ہے اور اسلام آرٹ کا قدرداں ہے نہ کہ اس کا مخالف؟" اور پھر ارشاد ہوا "آپ نے قرآن مجید میں پڑھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو جو نعمتیں عطا کی تھیں ان میں "تماثیل" کا بھی ذکر ہے اور "تماثیل" کہتے ہی ہیں اسٹیچو کو!" میں نے کہا "اگر آپ نے اس طرح سوچنا شروع کیا اور گذشتہ پیغمبروں کے احوال و ارشادات اور ان کی کتابوں سے استدلال کا دروازہ